دلتنگدم

قسط نمبر آٹھ

لیپ ٹاپ بند کر وہ کُرسی سے اُٹھنے لگا کہ صوفے پہ سوئے ہوئے وجود کو دیکھ کر مسکرا اُٹھا۔جب بھی وہ کام میں بہت زیادہ مصروف ہوتا تو حیا اس کے آفس آجاتی۔اس سے باتیں کرتی' اسے کچھ کھلانے کے لئے وقفے وقفے سے کچھ نہ کچھ کھانے کی چیز اس کے منہ میں ڈالتی کیونکہ اب مصطفی کو کام کی برڈن نے کھانے پینے کا ہوش بھلادیا تھا۔اوپر سے حیا اُمید سے تھی۔اس بار ان دونوں کی بیٹی ہونے والی تھی اب تو مصطفی اپنے سارے ہوش بھلائے یا تو کام کرتا یا پھر اپنی بے بی گرل حیا کا خیال رکھتا۔مصطفی حیا کو بہت بار ڈانٹ چکا تھا کہ وہ اس کے انتظار میں بیٹھی نہ رہا کرے حالانکہ اگر حیا ایسے پہلے کرتی تو وہ اس کو سیدھا کر دیتا۔وہ کبھی بھی نہیں چاہتا تھا حیا اس کو چھوڑ کر کسی اور چیز میں توجہ دے۔حد سے زیادہ پوزیسو تھا وہ اس کے لئے۔بیٹوں کی تو خیر اب اسے فکر نہیں رہی تھی۔بیٹے اس کے کافی سمجھدار تھے اور ماں کو بالکل تنگ نہیں کیا کرتے تھے خاص کر الان۔براق کی کبھی کبھی کھوپڑی الٹی ہو جاتی تھی تب وہ پرابلم میں ہوتے تھے ورنہ وہ بھی کافی خیال کرنے والا بچہ تھا۔کُرسی سے اُٹھتے ہوئے اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کر جمائی روکی اور اپنی چیزیں ٹھیک کرنے لگا دراز سے چھوٹا سا ڈسٹنگ کپڑا نکال کر اس نے ٹیبل کو تقریباً دو منٹ صاف کیا اسی کپڑے کو ڈسٹ بن میں پھینک کر اس نے چھ منٹ تو ہر چیز سیٹ کرنے کے بعد کُرسی کو سیدھے کر کے اپنے کمرے کا جائزہ لیا۔بظاہر تو ٹھیک تھا مگر مصطفی کو الجھن ہوئی۔یہ بات تو بتانا بھول گئے

کہ مصطفی کو او سی ڈی تھی۔نہ صرف حیا کا او سی ڈی بلکہ سفائی ستھرائی کا بھی او سی ڈی تھا انھیں۔ گندگی سے انھیں سخت چڑ اور نفرت تھی۔واش روم سے ہاتھ دھونے کے بعد وہ حیا کے پاس آیا جس ایک ٹانگ اور بازو صوفے سے نیچے لٹک رہی تھی۔منہ آدھا کھلا ہوا تھا۔بال نے اس کا آدھا منہ چھپا لیا تھا۔اس کے عجیب انداز پر مصطفی کو ہنسی آئی مگر افسوس ہوا کہ وہ اس کی وجہ سے اتنے غیر آرام دے جگہ پہ سو گئی اور وہ ہنس رہا ہے۔جھک کر اسے نے زرا اسے سیدھا کیا وہ منہ سے شاید مصطفی کا نام لے کر بڑبڑائی اور ہلکہ سا کسمائی۔مصطفی نے اس کے بال ٹھیک کرنے کے بعد اسے اُٹھایا تو حیا کی آنکھیں زرا سی کھلیں پھر اس نے مصطفی کے سینے میں منہ چھپا لیا۔وہ ابھی نیند میں ہی تھی ہوش میں ہوتی تو مصطفی کو کبھی اسے اُٹھانے کا نہ کہتی۔مصطفی نے اس کے سر پہ پیار کیا اور اسے کمرے میں لے کر گیا۔کمرے کا دروازہ کھولنے کے بعد اس نے حیا کو اچھی طرح سیٹل کرنے کے بعد سیدھا ہوا تو دیکھا حیا کا فون بلنک ہوا ہوا تھا اس میں مصطفی کی تصویر لگی تھی اس تصویر کو دیکھ کر مصطفی چونکہ یہ تو وہی تصویر تھی جب وہ پراگ میں ہوا کرتے تھے لیکن اس ٹائیم حیا کو وہ جانتا نہیں تھا۔شاید اسے گوگل سے ملی ہو۔فون کو اُٹھا کر اس نے اپنی تصویر دیکھی تو پرانے لمحے کو یاد کر کے وہ مسکرایا۔وہ پریشان سا لال چہرہ۔وہ کنفیوز چھوٹی کالی آنکھیں۔وہ پروفیشنل انداز۔وہ شرم۔وہ غصہ۔وہ آگ۔اسے پتا نہیں تھا کہ اسی پل وہ اس کو اپنی انگلی میں لپیٹ چکی تھی۔

If you have stare me enough can I place my order?

اسے لگا وہ مسکرائی گی یا فلرٹ انداز میں ایسی حرکت کرے گی جس کا میکس میلن مارٹن پہلے سے عادی تھا مگر اس نے اسے سرپرائیز کیا تھا۔وہ کمپوزڈ ہو گئی تھی جیسے وہ اسے دیکھ کر ساکت ہو گئی تھی وہ اس کی بے اختیاری تھی اس کورز کا نہیں تھا کہ خوبصورت امیر آدمی کو دیکھ کر اپنا ہوش ہمیشہ کی طرح بھلا دیں یا بھلا دینے کا ڈرامہ کرے۔

"تم نے جو کرنا ہے میکس لیکن میں ہر گز تمھاری نہیں بنوں گی۔"

"مر جاوں گی لیکن اپنا آپ تمھیں کبھی نہیں سونپوں گی۔" کتنی آتش بھری ہوئی تھی اس کی آنکھوں اور زبان میں۔ کتنی چھوٹی تھی اس سے مگر کتنی نڈر تھی۔اس نڈر پن کا وہ دیوانہ تھا۔اس کی نہ ہونے کا کہہ کہہ کر وہ لڑکی ہمیشہ کے لئے اسی کی ہو گئی۔اس کی بچوں کی ماں۔اس کی زندگی۔اس کی بے بی گرل۔حیا مصطفی۔

مصطفی نے فون ٹیبل پہ رکھا اور اس کے ماتھے پہ پیار کی مہر چھوڑ کر وہ اُٹھا اور چینج کرنے کے لئے جانے لگا جب اس کا فون بج اُٹھا اس نے دیکھا اور اپنی آنکھیں گھمائیں۔

"اب کیا ہے اس وقت کیوں فون کیا؟"

ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کر کے اس نے ولی کا فون اُٹھایا۔

"شیر داود سے بات ہوئی میری۔"

"کاپو؟ کاپو سے کیا بات ہوئی تمھاری اور کب؟"

”وہ اپنی بیوی اور بیٹی کی شینگن ویزا کی بات کر رہا تھا۔اس کی بیٹی اور بیوی تو پاکستانی نیشنل ہیں تو اسے جلد از جلد ان دونوں کا ویزا چاہیے تھا تا کہ دونوں کی سیفٹی کے لئے وہ ملک چھوڑ دیں۔دوسرا اس نے کچھ آڈیوز بھیجی ہیں اس میں ایک آدمی عجیب آواز میں اس کی بیٹی کو مارنے کی تھرٹس دے رہا ہے۔کچھ اس کی بیوی کو حاصل کرنے کی دھمکی۔ایک دو فوٹوز بھی بھیجی۔جس میں اس کی بیٹی کی تصویر میں بڑا سا کراس لگا ہوا تھا۔"

”یہ سب تو مجھے پتا ہے۔مجھے کیوں بتا رہے ہو۔کیا کاپو نے مدد مانگی ہے میرے منہ پہ تو کبھی نہیں کہے گا۔بڑا انا پرست آدمی ہے۔"

”تم سے زیادہ انا پرست نہیں ہے۔مدد تو نہ ہی کہنا ورنہ گولی سے اُڑا دے گا۔اس نے یہ سب اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس آدمی کو آئی ڈینٹی فائی کر سکوں کہ یورپیین بزنس مین میں کون ہو سکتا ہے۔"

”کام کی بات پہ آو لی یہ ساری باتیں میرے سے اس کے ساتھ ہو چکی ہیں مجھے لگ رہا ہے کوئی بڑی بات ہے جو تجھے پتا لگی ہے اب تک بھی۔"

”اس آڈیو کو زرا سُنا یار اور اس کے لفظ "بلیو' کو غور سے سُنا۔"

”عجیب آدمی ہو۔بلیو لفظ سُن کر کونسا پتا چل جائے گا کہ وہ آدمی کون ہے۔"

"تمھیں بارہ سال پہلے یاد ہے جب تمھاری میٹنگ ہوئی تھی آرم ڈیلرز اور ڈرگ مافیا سے اور انھوں نے تم سے ایپ بنوانے کا کہا تھا اور جس طرح کی ایپ کا وہ کہہ رہے تھے میں سُنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔"

"ہاں یاد ہے ولسن مایلش اور ٹونیو گونزیلا۔ بزنس ایونٹس میں اکثر سامنا ہوتا ہے۔ تم بھی ملے ہو اس سے۔" مصطفی نے واڈروب کو سلائیڈ کرتے ہوئے اپنا نائیٹ سوٹ نکالنے لگا پھر یاد آیا اس کی عیشا کی نماز رہ گئی تھی وہ بھی پڑھنی ہے تو اس نے شلوار قمیض نکالی۔

"تو جب میں نے انکار کیا تھا تو اس نے کہا تھا 'بلیومی ہمیں ٹھکرا کر میں اور تم بہت پچھتائے گے"۔

"تو یہ تو بہت سے مافیاز بزنس ٹائیکون نے ہمیں دھمکی دی ہے۔ایون کے کاپو نے بھی دی ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوا کہ سارے دشمن ہیں۔"

"یوڈم پیس آف شٹ !!! بلیو لفظ کو اس نے زلیو کہا تھا شاید وہ بولتا ایسی ہی تھا۔اب تم یہ آڈیو سُنا میکسی پھر تمھیں سارے سوالوں کے جواب مل گئے۔ وہ مافیا مین ہے۔اس کی گروہ کافی طاقتور ہے ۔اس کا تعلق امریکا سے ہے یعنی رشیا کے ساتھ ٹرمز اچھے نہیں ہیں۔ کاپو تو رشین مافیا ہے۔ کاپو کو اس کی ڈیٹیلز بھیجو میرے خیال سے ہمیں شکاری بڑی ہی آسانی سے مل گیا ہے۔" اور ولی کی بات سُن کر مصطفی نے آڈیو سُنی وہ بھی تین بار اسے بھی یقین ہو گیا کہ سکندر کا دشمن اور کوئی نہیں ولسن مایلش ہے۔"

oooooooooooooooooooooooo

”دوائی کیوں نہیں لیتی ٹائیم سے۔اب ہر چیز کا خیال بیچارا اسکندر ہی رکھتا رہے۔پریشان کردیا ہوگا نا بیچارے کو کام پہ دھیان نہیں دیا ہوگا۔" رمشا نے پانی کا گلاس پیتے ہوے اپنی آنکھیں گھمائیں۔

”امی۔۔۔سارا۔۔دن۔۔گھر۔۔۔پہ ہوتے ہیں۔۔۔کلک کام تو گھر سے ہی کرتے ہیں۔ہاں باہر کا چکر کم۔۔۔لگاتے ہیں۔۔۔اب انھیں کون۔۔۔سمجھا۔۔۔سکتا ہے۔اپنی۔۔۔مرضی کے مالک ہیں۔"

”طبیعت خراب کرلی نا تم نے اب منگنی کیسے اٹینڈ کروگی۔"

رمشا نے حیرت سے ماں کو دیکھا۔

”اس مم منہ کو لے کر جج جاتی ہوں۔۔۔میں منگنی پر۔۔مما۔۔آپ بھی نا۔دوسرا اسکندر۔۔۔مجھے کہی لے کر نہیں جائے گے جب تک مم۔۔میں ٹھیک۔۔نہیں ہو جاتی۔۔۔منگنی ہے۔۔۔شادی۔۔تت تھوڑی۔۔۔" زیادہ بولنے پہ اب وہ تکلیف سے کھانسنے لگی۔

”اچھا اب بولو تو مت پہلے جس طرح اشاروں میں بات کرتی تھی وہی طریقہ فی الحال اپناو۔" ارہا پچھلے لان کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔اس کے ماتھے پہ بل تھے' بازو سینے پہ لپیٹے وہ شاید سخت غصے میں دکھائی دے رہی تھی۔

رمشا کی امی نے اسے دیکھا تو پیار سے اسے پکارا جس پہ ارہا نو کہتے ہوے سیدھا رمشا کے پاس گئی۔

"ارہانانو۔۔کالنگ۔۔جاوان کے۔۔پاس۔"

"نومی۔۔می اینگی۔۔ایلی بیڈ۔" دراصل ارہابتانا چارہی ہیں کہ وہ سخت غصے میں اور انھیں غصہ دلانے والا اور کوئی نہیں الیکس ہے۔رمشانے ماں کو دیکھنے کے بعد ارہا کو گھمایا تاکہ اس کی ماں ارہا کے تاثرات دیکھ سکے۔رمشا کی امی مسکرا اُٹھی۔قسم سے روٹھی ہوئی ارہا بالکل روٹھا ہوا سکندر لگ رہی تھی۔

"واٹ ایلی ڈڈ۔۔کیا کیا تمھارے ایلی نے؟"

"ہی نو۔۔پلے۔۔ہی بیڈ۔" ارہا جس طرح بولی اس کے انداز پہ رمشا کی امی ہنس پڑی۔

"نوار والیکس فرینڈ ہے آپ کا۔وہ بیڈ نہیں ہے۔"

ارہانے جواب دینے کے بجائے ٹی وی کو دیکھا جہاں پہ ایک اشتہار چل رہا تھا۔اس اشتہار میں جو چل رہا تھا اس سے ارہا کو کوئی سروکار نہیں تھا۔بس اس بندے نے مائیک پکڑا ہوا تھا اس مائیک کو دیکھ کر ارہا کھلکھلا اُٹھی۔

"پاپااووومی پاپااووونوشائین اوپاپا۔" ارہا اچھلتے ہوے ہنس کر بولنے لگی۔

"کیا بولے جارہی ہو ارو۔ٹی وی کو دیکھ کر پاپا کا نام کیوں لے رہی ہو؟" ارہا کی نانو نے اسے سے پوچھا۔

''ممی ٹی۔۔ی۔۔پاپا ممی۔۔پاپا۔۔نواووو شائین اووووو۔'' ارہا ٹی وی کے پاس آئی اور جمپ لگا کر ٹی کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی جو دیوار کے ساتھ لگی تھی مگر وہ اپنی ننھے سے قد کے باعث پہنچ ہی نہیں سکی۔

''ممی پاپا پاٹی وی۔۔ممی پاپا پا اووواوو۔''

''اللہ۔۔۔ارو۔ کلک کیا دیکھ۔۔۔لیا۔۔مجھے لگ رہا۔ سکندر کو ٹی وی۔۔۔پہ دیکھا ہے۔''

''لیکن مشی سکندر بیٹا تو ٹی وی میں آج کل نہیں آیا۔اس کی کوئی خبر ہی نہیں ہے۔''

''پرانی۔۔۔نیوز۔۔دددیکھ لی ہو گی۔۔۔ممی۔۔حنان بھائی اکثر۔۔۔دداوو کو تنگ کرتے ہیں۔'' اس نے کھانسی کرتے ہوئے منہ اُدھر کیا پھر جھک کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اُٹھایا۔

ملازمہ ٹرے میں ان دونوں کے لئے سوپ لے آئی۔

''تھینک۔۔۔یو۔۔مما۔۔کھانا کھا۔۔۔لیں۔۔پاپا اور ماموں۔۔کو دیر ہو جائے گی۔''

''پہلے سوپ تو پی لو۔تب تک پاپا اور بھائی آ جائے۔میں کھلا دوں۔'' رمشا مسکرائی اس نے ارہا کو دیکھا جو ایلی کو بلانے کے لئے پھر لان کی طرف بھاگی تھی۔

''آرام۔۔سے ارو!!'' جاوید نیچے آیا تو رمشا نے اسے دیکھا پھر آئی بروز اوپر کرتے ہوئے جاوید سے سکندر کے بارے میں پوچھا۔جاوید سمجھ گیا۔

"سر جونیر بھا کے کمرے میں سو گئے تھے۔ تیار ہو کے آتے ہیں۔ میم آپ کو کچھ چاہیے تو نہیں؟"
اس نے رمشا سے کہتے ہوئے رمشا کی امی سے پوچھا۔

"نہیں شکریہ بیٹے۔ خوش رہو۔"

"آپ کو میم؟" رمشا نے نفی میں سر ہلایا۔ جاوید سر کو خم دیتے ہوئے چل پڑا۔

"بہت تمیزدار لڑکا ہے۔ خوش اخلاق 'خوش شکل۔ شادی تو نہیں ہوئی نا اس کی؟"

رمشا نے نفی میں سر ہلایا۔

"امی۔۔ اگر شادی۔۔ ہوتی تو۔۔ بڑی دھوم۔۔ دھام سے۔۔ کرتے۔۔ سکندر۔ سکندر کے۔۔۔ چھوٹے۔۔ بھائی کی طرح۔۔۔ ہے۔۔ جاوید بھائی۔"

"ہاں اکثر تم لوگوں کے ساتھ ہی رہتا ہے نا۔ عمر کیا ہے اس کی شادی کیوں نہیں کروائی اب تک؟"

"اٹھائیس۔۔ اُنتیس کا۔۔ سکندر بہت۔۔ بار کہہ چکے ہیں۔۔۔ مگر شاید کک کرنا نہیں چاہتے۔۔۔ امی۔۔ کسی کو۔۔ بتائیے گا نہیں۔۔۔ اگر ماموں۔۔ بخت کا سین نہ ہوتا۔۔۔ تو داود۔۔۔ نے بخت کی شادی جاوید بھائی سے ہی۔۔۔ کرانی تھی۔"

"تم کیوں نہیں ڈھونڈتی؟" رمشا سوپ کا سپ لیتے ہوئے آگے سے کچھ کہنے لگی ارہا فٹ بھاگتے ہوئے آئی۔

"ایلی سے۔۔۔۔دوستی ہو گئی؟"

••••••••••••••••••••

? Any questions

حداد کی آواز پورے لیکچر ہال میں گونجی۔ایک دوسٹوڈنٹ نے ہاتھ اُٹھائے'ان کے سوالوں کے جواب دینے کے بعد کلاس بھی ختم ہو گئی۔حدادانھیں اگزامز کا گڈلک کہہ کر اپنی فائل کو کھول کر چیک کرنے لگا جو آفس میں اپنے ساتھ وہ لایا تھا۔یہ سٹوڈنٹ کی ریپورٹ تھی جو اس نے اسے پڑھنے کے بعد سائین کرنی تھی۔سارے سٹوڈنٹ جارہے تھے۔زوہا صرف بیٹھی کھڑکی میں باہر کے نظارے کو خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔حداد کی ایک نظر اس پہ پڑی تو ایک دم چونک اُٹھا۔وہ زہرہ سے بات کرنا چاہتا کچھ دنوں سے اس کی حرکتیں ٹھٹھکا دینے والی حالانکہ وہ بڑی برائیٹ سٹوڈنٹ تھی۔حداد کی گڈ بکس میں تھی مگر جب سے حداد سمیت وہ دوسرے سبجیکٹ میں فیل ہوئی تھی۔حداد حیران ہو گیا۔وہ یقین نہیں کر سکتا زوہا فیل ہو سکتی ہے۔نہ صرف فیل ہوئی بلکہ کچھ دن سے کالج آنا بھی اس نے چھوڑ دیا۔پورا لیکچر ہال خالی ہو گیا بس وہ تھا اور زہرہ ۔حداد نے اپنا گلا کنکھارا۔زوہا نے کوئی رسپونس نہیں دیا شاید وہ اس وقت اپنی دُنیا میں نہیں تھی۔

"زوہا تمھیں کوئی ڈیٹنشن ملی ہے؟"

اب حداد نے اونچی آواز میں کہا تو زوہا ایک دم ڈر کر اچھلی حالانکہ حداد کا لہجہ نرم تھا۔

زوہا نے حداد کو دیکھا پھر ارد گرد ماحول کو تو ایک دم پریشان سے ہو گئی۔

"بس سب کہاں ہیں سر؟"

حداد ایک منٹ کے لئے تو جیسے چُپ ہو گیا پھر بولا۔

"کلاس ختم ہو گئی ہے زوہا دھیان کہاں تھا آپ کا؟"

زوہا نے اِدھر اُدھر دیکھا پھر سر ہلا کر اس نے اپنے نوٹس اور بیگ اُٹھایا۔

"سوری سر!!" وہ تیزی سے بولتے ہوئے سیڑھیاں اُترنے لگی۔

حداد نے اسے اپنا بیگ اور کوٹ اُٹھایا اور اسے روکا۔

"زوہا فری ہیں آپ اس وقت؟"

حداد کے کہنے پہ زوہا جو اس کے ڈسیک سے گزرنے لگی تھی ایک دم رُک گئی۔

"جی سر؟" وہ بہت آہستگی سے بولی کہ حداد بامشکل ہی سُن پایا۔

"فری ہیں تو میرے ساتھ میرے آفس چلیں۔ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔" حداد چلنے لگا مگر ٹھہر گیا جب اس نے زوہا کا چہرے کا رنگ اُڑتا ہوا دیکھا۔ نوٹس پہ اس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ اس کی اس حرکت پہ حداد اُلجھ گیا۔

Everything is fine ?

Do not copy without author's permission

"سر۔۔مم میں۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر اس سے کچھ بولا نہیں جا رہا تھا۔

"آفس میں بات کریں یا یہاں پر؟ مگر میرے خیال سے وہاں مناسب ہے۔آر یو اوکے؟"

"سس سر کیفٹیریا میں بات کر لیں؟" حداد نے گہرا سانس لیا۔واقعی کچھ گڑبڑ تھی۔

"شاباش بیٹا چلو۔وی نیڈ ٹو ڈسکس سمتھنگ ویری امپورٹنٹ زیادہ وقت نہیں لوں گا۔"

حداد کے شفقت بھرے لہجے پہ وہ سر ہلانے پہ مجبور ہو گئی مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ دو منٹ میں رو دے گی۔

حداد نے آفس کا دروازہ کھولا اور دیکھا چائنیز ٹیک آوٹ اس کے ڈسیک پہ پڑا تھا۔حداد نے اپنی فائل اور بیگ رکھتے ہوئے اس بیگ کو دیکھا جس پہ چٹ لگی ہوئی تھی۔چٹ اُتار کر اس نے زوہا کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔زوہا سر جھکائے آہستگی سے چلتے ہوئے آئی۔

حداد نے دروازہ کھلا رہنے دیا اور چٹ کو پڑھتے ہوئے وہ اپنی کُرسی میں آ بیٹھا اور انٹر کام اُٹھایا اور کان سے لگایا بٹن دبا کر اس نے زوہا کو سامنے والی کُرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ دیا اور پھر ریسپیشنسٹ کے اُٹھانے پر وہ بولا۔

"جوڈی کیا میری مسز آئی تھی؟ اوکے ابھی نکلی ہے ٹھیک ہے تھینک یو۔"اس نے فون رکھا اور چٹ کو سائیڈ پہ رکھ کر مسکراتے ہوئے اس نے ٹیک آوٹ سائڈ ٹیبل پہ رکھا۔

”میں نے اپنے ہاتھوں سے بالکل نہیں بنایا مگر پلیز کھا لیجیے گا۔اگر زرا میرا خیال ہے کیونکہ آپ کی وجہ سے سارا دن بھوکا رہنا پڑے گا مجھے۔

بختاور عالم عظیم۔

”نانا سے محبت نہیں ہے مگر نام انھیں کا لگانا ہے۔" خود سے بڑبڑاتے ہوئے اس نے زوہا کو دیکھا تو خود کو کمپوزڈ کیا۔

” زوہا آڑ یو ریلی اوکے ؟اگر کوئی بات کرنی ہے تو میں دروازہ بند کر سکتا ہوں۔ are you comfortable ?

زوہا نے دروازہ بند کرنے کے نام پہ سر تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

”نو سر۔۔ نن نہیں آئیم گڈ سوری سر وہ رزلٹ خراب ہوا۔۔مجھے پتا ہے آپ آپ میرے سے مایوس ہوئے۔۔ ہیں مم میرا۔۔"

”ایک سکینڈ! ریلیکس میں آپ کو سزا نہیں دینے والا زوہا اور رزلٹ خراب ہو گیا سو واٹ؟ دُنیا تو نہیں ختم ہو گئی۔ایک پیس آف پیپر ہے۔جو آج نہیں تو کل حل ہو جائے گا۔اس لئے ڈونٹ تھنک آف اگزام رائیٹ ناو۔" اس نے پانی کا گلاس اس کے سامنے پیش کیا۔

”ایزی ہو جاو اس وقت تمھارا ٹیچر نہیں۔ایک ڈاکٹر تمھارے سامنے ہیں۔" زوہا نے حداد کو نا سمجھی سے دیکھا مگر وہ اسے نہیں سامنے بختاور کی تصویر کو دیکھ رہا تھا۔پیلے فراک میں ملبوس جس

میں ستاروں اور گوٹے والا کام ہوا تھا۔سادہ چہرہ'شرم سے لال چمکتی شرارتی آنکھیں نو دس مہینے کی ارہا کو گود میں پکڑے گلاب کا پھول لگ رہی تھی وہ بھی کھلا ہوا۔حداد کی پسندیدہ تصویروں میں سے ایک تھی۔

''میری نالائق بیوی!! اے لیولز بھی مکمل نہیں کیا پھر بھی بڑی چل رہتی ہے۔رائٹر بننے کا شوق ہے۔کورسس کررہی ہے۔ڈاکٹر بنا اس کی فیملی کا خواب تھا مگر اسے میری بیوی بننے کا تھا۔سو ڈس ہارٹ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔پیرنٹس اگر مایوس ہو گئے ہیں تو کوئی بات نہیں جب وہ تمھیں چھ سات سال بعد مریضوں کے ساتھ تمھارا انداز دیکھیں تو ٹرسٹ می ان سے زیادہ اور کوئی تم پر فخر محسوس نہیں کرے گا۔"

حداد نے کہتے ہوئے اسے دیکھا جو نیچے زمین کو گھور رہی تھی۔

''زوہا!! میرا پہلا لیکچر یاد ہے نا۔میں نے اپنی کہانی سمجھتی لینے کے لئے یا ٹائم پاس کے لئے سب کو نہیں سُنائی تھی۔اس کے پیچھے مقصد تھا۔اس آنکھ گنوانے پر میں نے اپنے چودہ سال گزار دیے تھے۔ان چودہ سال میں مجھے ماسوائے غصے'چڑچڑاپن'ڈپریشن کے کچھ نہیں ملا۔آگے مزید ایسے ہی گزر جاتے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔صرف دو ہی ہستیوں نے مجھے جگایا'مجھے جنجھوڑا۔مجھے احساس دلایا کہ میں بیکار شہ نہیں ہوں۔کوئی بھی انسان بیکار نہیں ہے۔بس انسان کو بیکار بناتی ہے تو اس کی بُری سوچ۔اس ہستی میں میری یہ چھوٹی سی بیوی شامل تھی۔آٹھارہ سال کی تھی اس وقت۔شی چینڈ می آج میں یہاں ہوں تو اسی کی وجہ سے۔"

حداد نے غور کیا اس کے تاثرات زرا سے ریلیکس ہوئے تھے مگر وہ ابھی بھی بہت پریشان لگ رہی تھی نہیں شاید اسے کوئی بات اندر سے کھائی جا رہی تھی۔

"اچھا چھوڑو۔ مجھے بتاو اتنے دنوں سے چھٹیاں کیوں کر رہی ہو؟"

"دل نہیں کرتا کہی جانے کا سر۔"

اس نے اتنی آہستگی سے کہتے ہوئے سر جھکا لیا کہ حداد بامشکل ہی سُن پایا۔

"دل تو کسی کا نہیں کرتا مگر ہمت باندھ کر اُٹھتے ہیں ناسب۔" اس کا چہرہ مزید جھک گیا شاید اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے اس لئے انھیں چھپانے کے لئے اس نے ایسا کیا۔

"دل نہیں کرتا پڑھنے کو زوہا تو چھوڑ دو۔ اپنے دماغ کے ساتھ زیادتی نہ کرو۔ دماغ سلامت رہے گا تو بہت سے کام ہو جاتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے اپنے آپ کو ثابت کرنے کے لئے مشکل کام کیا جائے یا مشکل راہ سے گزرا جائے۔ زندگی جینی ہے گزارنی نہیں ہے۔"

"مگر سر یہ میرا خواب۔ ایسے دو دن کی ٹیشن میں کیسے چھوڑ دوں؟ سوری سر آئیندہ آپ کو شکایت کا موقعہ نہیں دوں گی۔" اس نے خود کو کمپوزڈ کرتے ہوئے اپنے آنسو تیزی سے صاف کرتے ہوئے سر اُٹھا کر کہا مگر اس کی آواز گلوگیر تھی۔

"دو دن کی ٹینشن سے یہ حالت نہیں ہوتی بیٹا۔ میں صرف اگزامز کی بات نہیں کر رہا۔ میری شکائیتوں کو چھوڑ دو۔ آج تمھارا سر ہوں کل نہیں ہوگا۔ تمھارے ساتھ آج جو ہیں وہ کل نہیں

ہو گئیں۔ جو تمھارے ساتھ ہو گا وہ تمھاری اپنی خود کی ذات ہو گی۔ اپنی ذات سے لڑو گی تو وہ بھی تمھارا ساتھ چھوڑ دے گی۔"

حداد کی گہری بات پہ وہ ایک دم چُپ ہو گئی۔

"کل اسی ٹائیم رواں۔ پندرہ بیس منٹ کی بات کریں گے۔ نماز پڑھتی ہیں آپ؟"

"کبھی کبھی سر۔" اس نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں بھی اتنا پکا نمازی نہیں ہوں۔ دعا کریں کہ مجھے توفیق دے۔ جب بھی پڑھیں اللہ سی تھوڑی باتیں ضرور کر لیا کریں۔ وہ لوگوں کی سُنتا ہے اور اسے راز رکھنا آتا ہے۔"

"آج نوٹس سے خاصا دور رہیے گا آپ۔ میں چاہتا ہوں آپ اچھا سکور کریں تو ایک دن خود کو ریسٹ دیں۔ اگر اس کے باوجود بھی نہیں پڑھا جاتا تو کوئی مسئلہ نہیں۔ میرے پاس آجائے گا وی ول ڈسکس اباوٹ اِٹ!!"

"تھینک یو سر۔" حداد نے بخت کے ساتھ موجود ایک شخص کی تصویر گھمائی۔ کالے سوٹ میں کھڑا اپنی شاندار

پرسنالیٹی کے ساتھ وہ شیر اس شیر کے ساتھ سچ مچ کا شیر کھڑا تصویر کو چار چاند لگا رہے تھے۔ یہ بھا کی رمشا سے شادی سے پہلے تصویر لی گئی تھی۔ کا پویار شین باس کی ایک ایسی تصویر لازمی ہوتی

تھی جس میں ایک تصویر کی جھلک میں طاقت 'نڈر پن اور بے خوفی نظر آتی ہو اور کچھ نہیں۔ داود کو شیر کی ضرورت نہیں تھی وہ خود ہی کافی تھا مگر شاید یہ ضروری تھا۔ روسی مافیا کی کوئی رسم تھی۔

"تھینک یو کہنا ہے تو اس کا کہو۔"

زوہا نے نا سمجھی سے اس بندے کی تصویر دیکھی پھر سر ہلا کر اُٹھ گئی۔ حداد نے سکندر کی تصویر دیکھی۔ تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد اس کی ایک آنکھ پتا نہیں کیوں عجیب ہو گئی۔ اس نے دراز کھولا اس میں سکندر کی تصویر رکھ دی اور بند کی اس نے دیکھا وہاں دروازے میں موجود کالج کا پین کھڑا' ہاتھ میں پرسل پکڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آو کوپر کیا لائے ہو؟"

"سر یہ ایک آدمی آیا تھا۔ بڑا ہی عجیب سا اس نے آپ کو دینے کا کہا۔" حداد نے حیرت سے اسے دیکھا اور اپنی آئی سائیٹ گلاسس کو اُتار کر اسے ٹیشو سے صاف کرنے لگا۔

"اچھا نام بتایا اس نے۔"

"نہیں بس عجیب سی سختی سے کہا کہ چُپ چاپ آپ کو دوں۔ آپ میٹنگ میں تھے تو رُک گیا۔"

حداد نے عینک پہنی اور اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔

"رکھ دو اور میرے لئے پلیز ساتھ والے کلنک سے سر درد کی گولی لے آو۔ وہاں پہ نرس سائرہ سے کہنا۔ وہ دے دی گی۔"

''ٹھیک ہے سر۔"

''دروازہ بند کر کے جانا۔" اس نے پارسل کو دیکھا تو دروازہ بند کرنے کے بعد عجیب انداز میں ہنسا
۔

''طاقت بھی بڑی عجیب شہ ہوتی ہے۔"

عجیب ہنسی میں اس کے منہ سے عجیب ہی بات نکلی تھی۔

oooooooooooooooooooo

"ناواووو شائین اووو پاپا۔۔۔" ارہا ریموٹ پکڑے اس مائیک سمجھے بالکل اپنے باپ کی طرح آنکھیں بند کیے گانے گا رہی تھی اور جھوم رہی تھی۔ رمشا کی امی اسے دیکھ رہی تھی پھر رمشا کو۔

"مشی اسے کیا ہوا ہے؟ آج عجیب حرکتیں نہیں کر رہی؟"

"پتت پتا نہیں۔۔ میں۔۔ ابھی۔۔۔ کچن سے آئی۔۔ مجھے۔۔ رے بلا۔۔۔ کر گانے۔۔۔ لگی ۔۔۔ میں نے پوچھا کیا۔۔ ہوا تو کہتی ہے۔۔ اووو پاپاٹی۔۔ وی۔"

" یہ گڑیا تو بہت جلدی بڑی ہوتی جا رہی ہے۔"

"کرو۔۔ اوو پاپا۔۔۔ می شائین۔۔" سکندر نیچے آیا تو اپنی بیٹی کو گاتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گیا ۔اُف اس کی بیٹی سارا اس کا سرپرائیز خراب کرے گی۔ اس کو کتنا سمجھایا تھا مگر یہ ڈھیٹ اسی پڑ گئی
۔

"اونوسٹانگ۔۔۔کرواووو ممم میی۔"

"اسلام و علیکم!! " سکندر نے اونچی آواز میں ارہا کو چُپ کروانے کے لئے اور سب کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اپنی ساس کو سلام کیا۔ارہا نے باپ کو دیکھا تو اس کی آنکھیں چمک اُٹھی۔

"پاپا!!! " وہ اچھل کر بولی تو اس کے ہاتھ سے ریموٹ گر گیا۔رمشا نے تاسف سے سر ہلا کر جھکتے ہوئے ریموٹ اُٹھایا۔

"و علیکم سلام بیٹا۔جیتے رہو۔کیسے ہو آپ؟" سکندر نے جھک کر اپنے کندھا ساس کو پیش کیا۔جس پہ ساس نے پیار سے تھپکی دیتے ہوئے اسے دعا دی۔

"میں بالکل ٹھیک۔سوری آنٹی تھکا ہوا تھا آنکھ لگ گئی۔انھوں نے کھانا کھالیا؟انکل کہاں ہیں؟" رمشا کچھ کہنے لگی کہ مسز روف بول پڑی۔

"وہ اور بھائی کسی کام سے گئے ہوئے تھے۔روف اب ریٹائیر منٹ کا سوچ رہے ہیں تو ہم نے کہا اب اپنے شہر ہی آجاتے ہیں تو گھر دیکھنے گئے ہیں۔آتے ہو گئے ساتھ مل کر کھالیں گے۔"

"ریٹائیر منٹ میرے یار جمالی کو ضرورت ہے۔انکل خوامخواہ کیوں لے رہے ہیں ٹرانسفر کروالیتے یہاں پر۔رے اوکے کچھ کھایا پیا؟" ساس کے سامنے وہ ذرا لحاظ کر رہا تھا ورنہ بس نہیں چلتا رمشا کو گھسیٹ کر بستر پہ لیٹاتا تاکہ وہ آرام کرے۔رمشا نے ڈرتے ہوئے اسے دیکھا کہ کہی امی کے سامنے ہائیپر نہ ہو جائے مگر وہ بالکل نارمل لگ رہا تھا مگر شیر و کا کیا بھروسہ تھا۔ارہا باپ کی

ٹانگ سے چپک گئی اور کچھ کہہ رہی تھی۔رمشا نے سر ہلایا کہ وہ ٹھیک ہے اس نے سوپ پیا ہے ۔سکندر نے جھک کر اسے اُٹھایا۔ارہا نے سکندر کا چہرہ تھام کر کہا۔

"پاپااووو۔۔پاپاٹی وی۔۔ ممی۔۔سی۔۔یو۔۔پاپا۔"

"سکندر بیٹا یہ بار بار ٹی وی کو ہاتھ لگا کر آپ کا نام لے رہی تھی۔کیا اس نے آپ کو ٹی وی پہ دیکھا ہے۔" سکندر نے ارہا کو گھورا اور وہ باپ کو کہہ رہی تھی اسی طرح گائے مگر شکر اس کے علاوہ یہ بات کسی کو سمجھ نہیں آئی۔

"میں نے شاید ویسے کی پکچر لگائی تھی۔اس کے پیچھے میوزک لگا ہو گا تو وہی گا رہی ہو گی۔ایلکس کہاں ہیں؟"

رمشا نے ہاتھوں کے اشارے سے باہر کی طرف اشارہ کیا۔

"کوائیٹ ارہا!!" سکندر نے سنجیدگی سے ارہا کو ٹوکا پھر رمشا کے پاس آیا اس کی گردن کا جائزہ لیا۔رمشا کی امی کو فون آ گیا تو فون بیگ سے نکالنے کے لئے جھکی۔سکندر نے جھک کر اس وقت اس کی گردن کو چھوا۔

"دس منٹ بعد تم اوپر چلی جانا۔آرام کی ضرورت ہے۔" رمشا کا چہرہ لال ہو گیا اور اس نے آنکھیں دکھائیں۔

سکندر امی ہیں!!!!!

"پاپا کسی ممی۔" رہی سہی کسر ارہا نے پوری کر دی۔ سکندر ہنس پڑا اس نے ارہا کے منہ پہ ہاتھ رکھا اور رمشا کو آنکھ مار کر وہاں سے بھاگا۔ رمشا نے ریموٹ اُٹھا کر سکندر پہ حملہ کرنا چاہا مگر ہاتھ گرا دیا ۔

"مشی طبیعت ٹھیک ہے؟" رمشا نے ماں کو دیکھا تو وہ فون کان سے لگائے اس کے لال چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔ رمشا تیزی ہوتی دھڑکن سے اپنا سر نفی میں ہلانے لگی۔

"ارو نو سو نگ!! کہا تھا نا آپ کو آپ کچھ نہیں کہو گی۔ ممی ہرٹ۔ نوٹی وی۔۔ نو سو نگ۔ ورنہ ارو بیڈ۔"

"نو پاپا می نو بیڈ۔"

سکندر نے اس کے دونوں گال کو ہاتھوں میں لیے زور سے اس کا منہ بھینچا۔

الیکس ایک خاکی پارسل پکڑے ان کی طرف آیا۔ سکندر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں بھئی یہ اب کون لایا ہے؟ چیکنگ کی۔"

"جی کا پو کوئی ڈر گز اور بم نہیں ہے۔ آپ کے ٹائٹل لکھا ہوا ہے۔"

الیکس روسی زبان میں بولتے ہوئے سکندر کو خاکی پیکٹ پکڑانے لگا۔ سکندر نے اسے پیکٹ کو تھاما ۔ارہا اس پیکٹ کو دیکھنے لگی اشتیاق سے اور ہاتھ آگے بڑھا کر اسے پکڑنا چاہا۔ سکندر نے اسے 'نو' کہا۔

"الیکس اسے کامن روم مت لے کر جانا۔" اس نے ارہاالیکس کو پکڑائی تو ارہا نے باپ کی گردن میں باہیں ڈال کر کہا۔

"نو پاپا نوایلی پلے۔۔ایلی بیڈ۔"

"کیوں بھئی ایلی کیوں بیڈ ہے؟ کیا کیا ہے ایلی نے؟"

الیکس بھا کی اس لہجے پہ کنفیوز ہو گیا۔

"کاپو وہ کامن روم جانا چاہتی تھی۔اسے وہاں کا ٹی وی اُتارنا تھا تا کہ وہ اپنی ممی کو آپ کا گانا دکھا سکے۔" سکندر نے گہرا سانس لیا۔

"ایلی نو بیڈ پرنسس۔ایلی گڈ بوئی ہے۔گو پلے۔۔وہ آپ کو آئیسکریم لے کر دے گا۔"

آئیسکریم کا نام سُن کر ارہا چہک اُٹھی اور الیکس اسے اُٹھا کر لے گیا۔سکندر ولا کا گیٹ کھلا تو حنان کی سوک آرکی۔وہ گاڑی سے اُترا تو اس نے ارہا کو دیکھا۔ارہا نے حنان کو دیکھا تو ہاتھ ہلا کر 'نان' کہا۔الیکس نے حنان کو گریٹ کیا۔

"چاچو کی جان کیسی ہے؟" حنان نے جھک کر ارہا کے گال کو چوما۔ارہا نے اپنے گال پہ ہاتھ رکھا۔

"کاپو کہاں ہیں؟"

"ابھی اندر گئے ہیں۔"

"اچھا۔۔ٹھیک ہے۔" ارہا کے بال بگاڑتے ہوئے سکندر کے پاس گیا۔

ooooooooooooooooooooooooooo

"ایسا کیسے ہو سکتا کہ تم پریگنٹ نہیں ہو؟ تم نے ٹیسٹ صحیح سے لیا تھا کہ نہیں۔ مجھے بلڈ ٹیسٹ لینے دو۔"۔

"پلیز سائرہ تین ٹیسٹ لے چکی ہوں اور تینوں کی تینوں نیگٹو۔ سوچا تھا حداد کو سرپرائیز کروں گی مگر۔۔۔دفع کرو ویسے بھی میں ابھی بے بی کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

"حداد بھائی کو پچاس سال کی عمر میں باپ بناؤ گی۔ شادی کو سال ہونے والا ہے۔ مجھے پکا یقین ہے کہ تم ایکسپیکٹ کر رہی ہو۔ میرے ساتھ کل ہی کلنک چلو۔"

"یار نہیں لینا ٹیسٹ۔ ہو چکا ہے نا بھئی اور یار کورس کے بعد مجھے ٹیسٹ دینا ہے۔اس کے بعد شاید یونی ورسٹی کا پلان کروں۔اس لئے تین چار سال مجھے معاف ہی رکھو۔"

"تو نہ کرتی شادی پھر۔۔اتنی جلدی کیوں مچی ہوئی تھی۔"

"یار سائیو۔ میں نے کہا تھا مگر ماما کا فیصلہ تھا اور انھیں یہی وقت بہتر لگا۔ماما کے فیصلے کو ٹال نہیں سکتی تھی میں۔"

"اچھا ماما بچے کی خواہش ظاہر کریں گے تب تو محترمہ پہ یہ فرض لاگو ہو جائے گا کہ نہیں اب تو بچے ہونے چاہیے۔"

بختاور نے کُشن اُٹھا کر بڑی زور سے سائرہ کو مارنے کے لئے پھینکا۔

"جو کس اپارٹ ٹیسٹ کروا لو مجھے یہی سائین لگے ہیں۔ اگر نہیں ہوا تو کوئی بات نہیں اپ سیٹ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" بختاور چپس کھاتے ہوئے بولی۔

"میں تمھیں کہاں سے اپ سیٹ دکھائی دیتی ہوں۔ کھانا بنانا تو مجھے آتا نہیں ہے۔ لانڈری سے لے کر گھر کی صفائی تک حداد کرتے ہیں۔ استری سے میں نے کتنی بار ہاتھ جلائے ہیں۔ منہ اُٹھا کر بس ڈرائیونگ سیکھ لی۔ سودا سلف لانے کے علاوہ میں کچھ نہیں کرتی۔ اوپر سے بچہ بھی حداد کے سنبھالنے کے لئے لے آوں الریڈی وہ پریکٹسنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔"

"تنت کتنی کاہل ہو۔ تمھارے ہونہار ماما نے واقعی تمھیں کچھ نہیں سکھایا۔ ویسے تمھیں کیا مسئلہ ہے آخر تمھارے ماما نے ہی ارہا کو تقریباً پالا ہے تو حداد بھائی پہ تو یہ بات لازم ہو جانی چاہیے۔"

"بکواس ہی کرنا۔ حداد سے یاد آیا حداد سے پوچھوں انھوں نے کھانا کھایا ہے کہ نہیں۔"

"تم بھوکی نہیں رہنے والی تھی۔ ہائے حداد بھوکے ہیں تو میں کیسے کھانا کھا سکتی ہوں۔" سائرہ نے اس پر طنز کیا۔

"یار یہ کھانا تھا؟ یہ تو سنیک ہیں میں نے کھانا کا کہا تھا۔ سٹاپ لگنگ ایٹ می لائیک داٹ۔"

"بڑی ڈرامہ کوین ہو ویسے۔ پتا نہیں حداد بھائی نے تم میں کیا دیکھا تھا۔"

"وہی جو میں نے ان میں دیکھا تھا۔ پاگل پن!!!"

حدادلیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے آرام سے بیٹھا۔اُدھر کروائی ہوتے ہوئے دیکھ رہاتھا۔کروائی کے دوران جو کچھ بھی ہورہاتھا۔اس کو دیکھتے ہی اس کی ہنسی چھوٹی تھی۔اس کے فون پہ مسیج آیاتھا۔ اس فون پہ موجود مسیج کو پڑھ کراس نے اپنی مسکراہٹ کو روکا۔اس کے بعد اس کے پرائیٹ فون پہ کال آنے لگی۔اس نے فون اُٹھایا۔

"ہیلو۔ہرکولیس سپیکنگ۔" اگلی کی بات سُن کراس کے ماتھے پہ بل آئے پھر چہرے پہ مسکراہٹ۔

"او۔۔کاپو فون نہیں اُٹھارہا۔رہنے دو اس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے تم بولو۔اچھالے گئے ہیں۔ایک زخمی ہے اسے پکڑا ہے؟ تتت اور کس کی کروائی تھی یہ۔۔۔اچھااچھا۔بات سُنو اپنا بینک اکاونٹ نمبر بھیجو پیسے سینڈ کروں گا۔منہ بندرکھنااپنا۔اس آدمی کو ہوسپیٹل بھیج کر جان چھڑواو۔ جو کہہ رہاہوں وہ کرو!!!!! اگرکاپو کو پتاچلاتو چمڑی اُدھیڑدوں گااور جس لڑکی نے اغواکرنے والوں کی مدد کی ہے اسے پکڑے رکھو۔میں کوشش کروں گا آسکوں روس نہیں تو وڈیو کالنگ سے کام چلالے گے۔سکندر کو خبر نہیں ہونی چاہیے۔جب فون آئے تو بتادینا۔ میگھن کو اُٹھاکرلے گئے ہیں۔کچھ نہیں کہے گامیں کہہ رہاہونا۔سنبھال لوں گاسب۔ہاتھ بھی لگالیاتومیرانام بدل دینا۔ رکھتاہوں۔" حدادنے سکندرکاسیکورٹی الارم ہیک کرلیاتھامطلب کسی گڑبڑکی خبر سکندر کو نہیں ہوسکتی تھی۔اطلاع ملنے کے بعداس نے فون بند کیاپھرکیمرے کودیکھاپھراپنے فون کو جہاں پر اس کی اور بخت کی تصویر لگی ہوئی تھی۔بخت آنکھیں بند کیے کھلکھلاتے ہوئے اپنے پیچھے

کھڑے حداد کے ٹھوڑی پہ آیسکریم کے ساتھ حملہ کر رہی تھی۔اس کی نظریں بخت پہ تھیں پھر بختاور کا اسی وقت مسیج آیا۔حداد نے مسیج کو پڑھا تو ہلکہ سا مسکرایا۔

”تھینک یو چڑیل۔مجھے شہید ہونے سے بچالیا۔"

مسیج کا جواب فوراً آیا۔

”میں نے زہر نہیں ملایا تھا۔"

جواب روٹھا سا آیا۔

”نہیں باہر کے کھانے کا شکریہ ادا کر رہا ہوں۔"

”گھر آئے تو سہی آپ !!!!! "

”مجھے مس کر رہی ہو یا میری شدتوں کو؟"

اب کی بار جواب نہیں آیا۔حداد ہنس پڑا۔

”آجاوں کہ نہیں؟" وہ بختاور کے چہرے کو ذہن میں سوچتے ہوے مسکرا اُٹھا۔کیسے بولتی بند کر دیا کرتا تھا اس کی۔

oooooooooooooooooooooooo

ٹیپ ریکارڈنگ بند ہوئی تو سکندر نے حنان کو دیکھا جس کا چہرہ خود سُرخ ہو گیا تھا۔ سکندر کرسی سے سیدھا ہوا اور اس نے ٹیپ ریکارڈنگ پھر چلائی۔ آگے فورڈ کر کے اس نے آخری لفظ کو سُنا۔

"اگر ارہا تمھیں پیاری ہے تو مجھے رے آف سن شائین خاموشی سے دے دو ورنہ اس کا معصوم چہرہ وحشتی درندوں سے نوچا ہوا ملے گا۔" حنان کی برداشت ختم ہو گئی اور اس نے ریکارڈر اُٹھایا اور غصے سے زمین پہ پھٹکا۔

"اس کی موت میرے ہاتھوں لکھی ہے شیرو!!!! ہاو ڈیر ہی!!!! ہماری ارو ہماری ارو کے لئے اس نے اتنے گھٹیا الفاظ استعمال کیے!!!!! موت بھی مانگے گا یہ شخص تو نہیں ملے گی!!!! "

اس نے سکندر کو دیکھا جس کی آنکھیں حد سے زیادہ سُرخ ہو گئیں تھی۔ خاموشی تھی جو سُنے کے بعد ٹوٹی نہیں تھی۔ خاموش سکندر حد سے زیادہ خطرناک تھا اب تو اس شخص نے اس کی زخم پہ ہاتھ رکھا تھا۔ وہ تازہ زخم جو کبھی مندمل نہیں ہوتا تھا۔ صوفی کی چیخے آج بھی اسے راتوں کو ڈراتی تھی۔ صوفی کی جگہ ارہا کو سوچنا اس کی سانسیں روک دیتا تھا۔

"شیرو!!!!! " حنان اس کی خاموشی پہ دھاڑا۔ جانتا تھا کہ اس کے یار کا اکثر ذہن اس واقعے کی طرف چلا جاتا تھا۔ جہاں سے وہ بامشکل مڑ پاتا تھا۔ سکندر نے اسے دیکھا پھر اُٹھا اور تیزی سے اس کی طرف گزرا۔

"کہاں جا رہے ہو۔ اگر تم نے ڈرنگ کو ہاتھ بھی لگایا تو خدا کی قسم میں تجھے گولی مار دوں گا۔" حنان نے اسے روکا سکندر نے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور اوپر والے جم میں گیا۔

اس کا دروازہ کھول کر اس نے اپنی شرٹ اُتار کر پھینکی اور باکسنگ بیگ کی طرف گیا جو سب سے زیادہ بھاری اور سخت تھا۔وہ کپڑا ہاتھوں پہ باندھے بغیر زور سے پنچ مارنے لگا۔

جتنا غصہ نہیں جتنی وحشت شامل تھی وہ اس بیگ پہ نکال رہا تھا۔حنان کو لگا وہ اس بیگ کو پھاڑ دے گا تب بھی اس کا غصہ کم نہیں ہوگا۔اس نے جم کا دروازہ لاک کیا اور اپنی شرٹ اُتاری۔اس کو ٹھنڈا کرنا ضروری تھا۔وہ سکندر کے پاس آیا اور اس کی پسلی سے زرا نیچے اس نے زور سے پنچ مارا۔ سکندر سی کرتے ہوئے پیچھے ہوا۔اس نے اپنی غصے سے بھری آنکھیں اُٹھائیں۔حنان نے اپنی ہاتھ اس کی طرف حملہ کرنے کے اشارہ کیا۔سکندر نے زور سے پنچ حنان کے سینے پہ مارنا چاہا۔حنان نے اس کے ہاتھ بلاک کرکے اس کے پیٹ پہ مارنا چاہا اسی وقت سکندر نے گھٹنے کا استعمال کیا۔ حنان درد سے کہراتا پیچھے ہوا اور اسے گالی سے نوازا۔

"بہت شوق تھا شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا تو آو۔"

"تیری میں !!! " حنان نے ایک مکا اس کے منہ پہ مارنا چاہا جو اس کے سائڈ پہ ہونے پر کندھے پہ جا کر لگا۔اس کے بعد دو عزیز دوست کتے کی طرح لڑنے کے بعد اپنی فرسٹیشن نکال چکے تھے ۔دونوں کے منہ کی معجازتی طور پہ بچت ہو گئی۔البتہ سینے' ٹانگ اور پیٹ پہ نیل پڑ گئے تھے۔حنان نے بیٹھ کر گہرا سانس لیا۔

"تم آدمی ہو کہ کتے!!!! پھیپڑے ضائع کر دیتے تو کہاں جاتا میرا مرتضی!!! " سکندر نے اسے ٹاول پھینکا اور خود بھی تکلیف سے کہرایا مگر حنان پہ ظاہر نہیں کیا۔

"میرے پاس آتا۔ تیری طرح گدھے بنے سے بچت ہو جاتی۔"

"وہ خبیث ہمارا دماغ خراب کر کے خود مزے سے بیٹھا اور یہاں ہم کچھ نہیں کر رہے سوائے لڑنے کے !!!! "

"تو میرے سے لڑا ہی اس لئے تاکہ میں ڈرنک نہ کروں۔ میرے گھر میں شراب کی اب ایک بوتل بھی نہیں ہے۔ بے فکر ہو جاو میرے سے زیادہ میری بیوی جلاد ہے۔"

"سکندر کے منہ سے ان کی رے کی گستاخی سُن کر میرے کان پھٹ کیوں نہیں گئے۔ چل تو پیتا نہ سہی مگر کسی کو پیٹ ڈالتا اور مجھے غریب نوجوانوں کی زیادہ فکر تھی۔"

"رے مت بلاو اسے ورنہ مرتضی کو یتیم کر دوں گا۔" اب کی بار وہ دھاڑا!! حنان نے ٹاول سے منہ سے صاف کیا۔

"مصطفی آصف سے بات ہوئی؟"

سکندر نے فریج سے انرجی ڈرنک نکالا۔ پینے سے رہے اب بھا۔

"ہوں !!"

"کچھ پتا چلا۔ شیر واب ہمیں تیزی دکھانی ہوگی۔ اب بات حد سے بڑھ رہی ہے۔ ایک دفعہ وہ میرے ہاتھ آجائے ٹارچر کرنے میں تجھے بھی پیچھے چھوڑ دوں گا۔ بات انھوں نے میری بھتیجی کی ہے۔ اس کی زبان کاٹ کر کتوں کو کھلاوں گا۔" سکندر نے ڈرنک کا سپ لیا۔

"بات اب حد سے بڑھ چکی ہے بڑی۔ ساری حد تو اسی وقت کراس ہو چکی تھی جب اس نے میری رے کا نام لیا تھا۔ وہ اپنے موت کی تاریخ لکھوا چکا ہے۔ جینے دو زرا اسے۔"

سکندر عجیب سنسٹر انداز میں مسکرایا۔

جاری ہے